

تحقیق و تنقید

بیسویں صدی عیسوی میں علمائے ہند کی تفسیری خدمات (عربی زبان میں)

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

قرآن کے فہم و تفہیم کی کوشش ایک ایسی سعادت ہے جس سے بڑھ کر کسی دوسری سعادت کا تصور نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی علمائے ہر زمانے میں قرآن کریم سے شغف رکھا ہے، اس کی تفسیر ترجمہ اور تشریح کی خدمت انجام دی ہے اور علوم قرآنی میں قابل قدر علمی سرمایہ فراہم کیا ہے۔ یہ کام مختلف زبانوں میں ہوا ہے۔ ماضی قریب تک عربی اور فارسی کو علمی زبانوں کی حیثیت حاصل تھی۔ اہل علم مختلف علوم و فنون میں انہی کو وسیلہ اظہار بناتے تھے۔ لیکن جب اردو زبان کو فروغ ہوا تو اہل علم بھی اس میں اپنی علمی و فکری کاوشیں پیش کرنے لگے۔

بیسویں صدی عیسوی میں قرآنیات پر سب سے زیادہ کام اردو زبان میں ہوا ہے۔ اس میں بہت سی قابل قدر تفسیریں اور علوم قرآنی پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ قرآنیات کے میدان میں عربی زبان میں گزشتہ صدیوں کے مقابلہ میں اس صدی میں نسبتاً کم کام ہوا ہے۔ لیکن جو کچھ ہوا ہے وہ گونا گوں پہلوؤں سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے بطور ذیل میں اس کا تعارف اور مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

الف۔ تفاسیر و حواشی قرآن

بیسویں صدی میں عربی زبان میں واحد مکمل تفسیر لکھنے کا شرف مولانا ثناء اللہ امرتسری

(۱۸۶۸-۱۹۴۸ء) کو حاصل ہے۔ مولانا بے مثال خطیب، عظیم صحافی اور کامیاب مناظر تھے۔ ملکی سیاست اور ملی کاموں میں بھی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اپنی ان گوناگوں خدمات کے ساتھ انھوں نے بیش بہا علمی و دینی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ مولانا نے مختلف انداز سے قرآن کی پانچ تفسیریں کی ہیں۔ تین اردو میں اور دو عربی میں۔ اردو تفسیر ”تفسیر ثنائی“ کو (جو آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے) عوام و خواص دونوں میں قبول عام حاصل ہوا ہے۔ ”تفسیر القرآن بکلام الرحمن“ عربی زبان میں مولانا امرتسری کی مکمل تفسیر ہے۔ اس کا بیشتر حصہ یوں تو وہ انیسویں صدی کے اواخر میں لکھ چکے تھے۔ مگر اسے مکمل کرنے کی سعادت انھیں بیسویں صدی کے اوائل میں حاصل ہوئی اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں امرتسر سے شائع ہوا۔ اس تفسیر کو علمی حلقوں میں بہت سراہا گیا۔ اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں قرآن کی تفسیر خود قرآنی آیات ہی کی روشنی میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فاضل مفسر نے اپنے طریقہ تفسیر کا تعارف یوں کرایا ہے :

”علمائے قرآن مجید کی مختلف انداز پر تفسیریں لکھی ہیں۔ بعض نے احادیث و آثار سے استفادہ کیا ہے اور بعض نے اپنی عقل کا سہارا لیا ہے۔ حالانکہ سبھی حضرات اس پر متفق ہیں کہ بہتر طریقہ کلام اللہ کی تفسیر خود آیات ربانی سے کرنا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی طرز کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔“

”تفسیر القرآن بالقرآن“ کا اصول نظری حیثیت سے تمام اہل علم کے درمیان مسلم رہا ہے۔ لیکن پورے قرآن میں علماً اسے برت کر دکھانا بہت مشکل ہے۔ یہ دشواری مولانا امرتسری کے ساتھ بھی پیش آئی ہے۔ چنانچہ ایسے تمام مقامات پر جہاں تفسیر کے لیے دیگر ہم معنی آیات نہیں ملی ہیں، انھوں نے حاشیہ میں احادیث، تفاسیر اور دیگر کتب کے حوالے سے مسائل کی توضیح کی ہے۔ جبکہ اختلافی مسائل کی نشاندہی بھی حاشیہ میں کی ہے۔ اس تفسیر کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جلالین کی طرح اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس تنویری کا ذکر کرتے ہوئے مولانا سید سلیمان ندوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے۔

”عربی مدرسوں میں اگر جلالین کی جگہ اس تفسیر کو رواج دیا جائے تو انجمن کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔“

علماء ہند کی تفسیری خدمات

عربی زبان میں مولانا امرتسری کی دوسری تفسیر بیان الفرقان علی علم البیان ہے۔ جو نامکمل رہ گئی اس کی صرف ایک جلد (جو سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے) ۱۹۳۲ء میں سنائی پریس امرتسر سے شائع ہوئی تھی۔ اسے مولانا نے عربی ادب و لغت، صرف و نحو، معانی و بیان کے اصول پر لکھا ہے۔ ضرورت کے وقت احادیث و آثار وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے کہیں کہیں معاصرین کی تفسیروں پر تنقیدی نظر بھی ڈالی ہے۔ شروع میں علم معانی، بیان اور بدیع کے ۱۷ قواعد کا ذکر کر کے حواشی میں ان کی مثالیں قرآن سے پیش کی ہیں۔ سورہ کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ اس سورہ میں کون کون سے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ یا کن مسائل اور باتوں کی طرف اشارہ ہے؟ اس سے پڑھنے والے کے ذہن میں مختصر طور پر سورہ کے تمام مضامین آجاتے ہیں۔ اکثر مقامات پر عربی اشعار سے بھی استشباہ دیا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک کوشش مولانا غایت علی وزیر آبادی کی طرف سے بھی ہوئی ہے۔ ان کی تفسیر آیات للساہلین ۱۳۲۸ھ / ۱۹۳۰ء میں مطبع کربئی لاہور سے طبع ہوئی ہے۔ یہ تفسیر صرف سورہ نساء تک ہے۔ اس میں آیات قرآنی کی تفسیر اسی مضمون کی دوسری آیات سے کی گئی ہے۔ فاضل مفسر نے اپنے الفاظ میں تشریح بہت کم کی ہے۔ البتہ حسب ضرورت حاشیہ پر لمبے لمبے نوٹ لگائے ہیں مثلاً آیات میں مذکور انبیاء اور دیگر اشخاص کے تعارف اور واقعات کی تشریح حاشیہ میں تفصیل سے کی ہے۔ عربی تفسیر کے میدان میں ایک بہت اہم اور نمایاں نام مولانا حمید الدین فسرہی (۱۸۶۳ - ۱۹۳۰ء) کا ہے مولانا نے قرآن میں غور و تدبر کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ یوں تو اس کا آغاز علی گڑھ کے دور طالب علمی (۱۸۹۱ - ۱۸۹۷ء) ہی سے ہو گیا تھا جس میں مدرسہ الاسلام کراچی کے زمانہ تدریس (۱۸۹۷ - ۱۹۰۷ء) میوہ کالج الہ آباد کے زمانہ تدریس (۱۹۰۸ - ۱۹۱۲ء) اور دارالعلوم حیدر آباد کی پرنسپل شپ (۱۹۱۲ - ۱۹۱۹ء) کے دوران بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن اس کا نقطہ عروج مدرسہ اصلاح میں آپ کے قیام کا زمانہ (۱۹۱۹ - ۱۹۳۰ء) ہے جہاں آپ نے اپنی زندگی کی آخری دہائی گزاری۔ مولانا کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی تمام تصانیف کامرکز و محور قرآن ہے۔ وہ کسی نہ کسی پہلو سے قرآن کی خدمت کرتی ہیں۔ دوسری چیز یہ کہ انھوں نے صرف عربی زبان کو ہی

اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ اسی لیے ان کی تمام تصانیف عربی زبان میں ہیں
دسوائے تفسیر سورۃ اخلاص کے جسے مولانا نے اپنے ایک دوست کی فرمائش پر اردو
زبان میں تحریر فرمایا تھا۔

نظم قرآن کا تصوریوں تو بعض قدیم مفسرین کے یہاں بھی ملتا ہے۔ لیکن جس
جامعیت، زور بیان، اور قوت استدلال کے ساتھ اس تصور کو مولانا فراہی نے پیش کیا
ہے اور اس کے حق میں جتنے محکم دلائل دیے ہیں اس میں ان کا کوئی ہم سر نہیں۔ مولانا نے
نظم قرآن کو نہ صرف نظری حیثیت سے پیش کیا بلکہ متعدد جھوٹی سورتوں میں اس کا
انطباق کر کے بھی دکھایا ہے۔ آخر میں انھوں نے نظریہ نظم قرآن کے تحت قرآن
کی تفسیر ابتداء سے لکھنی شروع کی تھی لیکن ابھی سورۃ بقرہ کی چند آیات ہی کی تفسیر لکھ
سکے تھے کہ وقت موعود آگیا اور یہ عظیم الشان کام نامکمل رہ گیا۔ تفسیر نظام القرآن و
تأویل الفرقان کے تحت صرف تیرہ سورتوں کی تفسیریں طبع ہوئی ہیں اور وہ ہیں: سورہ
فاتحہ (۱۹۳۷)، سورہ ذاریات (?)، سورہ تحریم (۱۹۰۸)، سورہ قیامت (۱۹۰۶)، سورہ
مرسلات (۱۹۰۸)، سورہ عبس (?)، سورہ شمس (۱۹۰۸)، سورہ تین (?)، سورہ عصر (۱۹۰۸)،
سورہ فیل (۱۹۳۵)، سورہ کوثر (۱۹۳۱)، سورہ کافرون (۱۹۰۸)، سورہ ابی لہب (۱۹۰۸)،
سورہ نبأ، سورہ دہر، سورہ نوح، سورہ معون، اور سورہ تکوین کے حوالے دئے ہیں مولانا
امین احسن اصلاحی نے ان کے سلسلہ میں یہ وضاحت کی ہے کہ مولانا ان سورتوں کی تفسیر کی
تکمیل نہ فرما سکے تھے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مولانا فراہی نے ان سورتوں کی تفسیر کا
کچھ حصہ لکھ لیا تھا۔ غیر مطبوعہ سرمایہ میں ایک نام تمام تفسیر سورۃ اعلیٰ کی بھی ہے۔ سلیبی نہیں بلکہ مولانا
بدرالدین اصلاحیؒ نے ایک جگہ مولانا فراہی کے غیر مطبوعہ سرمایہ کا تعارف کراتے ہوئے
لکھا ہے کہ ”مولانا فراہی نے اپنی تفسیر نظام القرآن و تأویل الفرقان میں تمام سورتوں کے
مطالب کی تلخیص کی ہے اور ان سب کا نظم بیان کر دیا ہے۔ مولانا نے اپنی اس تفسیر کا
مقدمہ بھی تحریر فرمایا تھا جس میں اصولی باتوں کی وضاحت کی ہے۔ یہ فاتحہ تفسیر نظام القرآن
(۱۹۳۷ء) کے نام سے شائع ہوا ہے۔

مولانا فراہی کے چھوڑے ہوئے کام کو ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی

نے آگے بڑھایا اور نظم قرآن کے تصور پر مبنی پورے قرآن کی تفسیر تدریجاً قرآن کے نام سے کی۔ لیکن یہ تفسیر اردو زبان میں ہے جو ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ عربی زبان میں مولانا فراہی کے کام کو آگے بڑھانے کا سہرا مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی کے سر جاتا ہے۔ انھوں نے البرہان فی نظام القرآن کے نام سے سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی تفسیر لکھی ہے۔ یہ مولانا کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر انھیں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔^{۳۸۹}

مولانا فراہی کے غیر مطبوعہ سرمایہ میں ایک نہایت قیمتی چیز ان کے تفسیری حواشی ہیں۔ یہ مولانا کے تقریباً چالیس سالہ غور و تدبر کا حاصل ہیں۔ مولانا نے اپنے مصحف کی جلد بندی اس طور پر کروائی تھی کہ مصحف کے ہر ورق کے بعد ایک سادہ ورق رکھا تھا۔ مطالعہ کے دوران جو باتیں ذہن میں آتیں انھیں یادداشت کے طور پر اپنی اوراق پر لکھتے جاتے تھے۔ اس طرح کے دو نسخے دائرہ حمید میں محفوظ ہیں۔ ان سے نقلیں تیار کرنے والے بعض لوگوں نے دونوں نسخوں کے حواشی کو ایک دوسرے سے ممتاز رکھا۔۔۔۔۔ لیکن بعض نے اپنی سہولت کے لیے حواشی کو اس طرح مرتب کیا کہ ایک آیت کے بارے میں دونوں نسخوں میں جو کچھ لکھا تھا اسے یکجا کر دیا۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنی شاہکار تفسیر تدریجاً قرآن میں ان حواشی سے جا بجا استفادہ کیا ہے۔ اگرچہ انھوں نے کہیں بصراحت ان کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ مولانا سلطان احمد اصلاحی نے اپنے مقالے میں ایسی متعدد مثالیں دی ہیں کہ آیات کی تفسیر میں مولانا اصلاحی نے جس رائے کو اختیار کیا ہے یا اسے ترجیح دی ہے وہ وہی ہے جو ان حواشی میں موجود ہے۔^{۳۹۰}

قرآن پر عربی زبان میں لکھا جانے والا دوسرا قابل ذکر حاشیہ مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ / ۱۸۶۲ - ۱۹۴۳ء) کا ہے۔ اردو زبان میں مولانا تھانوی کی تفسیر بیان القرآن عصر حاضر کی مشہور تفسیروں میں سے ہے۔ یہ تفسیر مولانا نے عوام کو پیش نظر رکھ کر لکھی تھی۔ خواص اور اہل علم کے استفادہ کے لیے انھوں نے الگ سے ایک حاشیہ عربی زبان میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ حاشیہ مکمل بیان القرآن تاج پیشہ زردہلی کے ایڈیشن میں ہر صفحہ کے آخر میں درج ہے۔ خطبہ تفسیر میں مولانا تھانوی نے اس حاشیہ کا تعارف یوں کر لیا ہے۔ ”چونکہ نفع عوام کے ساتھ افادہ خواص کا بھی خیال آگیا۔ اس لیے ان

کے واسطے ایک حاشیہ بڑھایا ہے جس میں ملکیت و مدنیت سور و آیات وغیرہ مشہور لغات، و ضروری وجوہ بلاغت، و متعلق ترکیب و نحوی الاستنباط فقہیات و کلامیات و اسباب نزول و روایات و اختلاف قراءات مغیرۃ ترکیب یا حکم و توجیہ ترجمہ و تفسیر ابجاز کے ساتھ مذکور ہیں جس کو متوسط درجے کا طالب علم بے تکلف سمجھ سکتا ہے۔ یہ حاشیہ درس و تدریس کے وقت بہت کام آسکتا ہے۔ اس حاشیہ کی عبارت عربی اس لیے تجویز کی ہے کہ عوام اس کے دیکھنے کی ہوس ہی نہ کریں۔ ورنہ جب زبان سمجھتے اور مضامین نہ سمجھتے، بہت پریشان ہوتے، اللہ

ب۔ علوم قرآنی پر تصانیف

بیسویں صدی میں علمائے ہند نے عربی زبان میں تفسیر کے علاوہ علوم قرآنی کے میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ منصوبہ بند طریقے پر ہونے والا کام مولانا فرہادی کا ہے۔ مولانا نے قرآنیات پر بنیادی لٹریچر فراہم کرنے کے لیے ایک عظیم الشان تصنیفی منصوبہ تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ بارہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ پانچ ظاہر قرآن پر، یعنی قرآن مجید کے الفاظ، اسالیب، اصول تاویل، جمع و تدوین اور دلائل نظم پر۔ ان پر تاریخ القرآن کے مواباقی چار کتابیں مفردات القرآن (۱۹۳۹ء) اسالیب القرآن (۱۹۶۹ء) انکمیل فی اصول التاویل (۱۹۶۸ء) اور دلائل النظام (۱۹۶۸ء) شائع ہو چکی ہیں۔ دوسری سات کتابیں جن میں مولانا قرآن مجید کے علوم و معارف اور اس کے اسرار و حکم پر بحث کرنا چاہتے تھے، ان کی ترتیب کے مطابق یہ ہیں: حکمت القرآن، حج القرآن، العقائد الی عیون العقائد، الرُّلُح فی اصول الشرائع، احکام الاصول، باحکام الرسول، انبیا النزول، الرسوخ فی معرفۃ النسخ و المنسوخ۔ ان کتابوں میں سے اب تک صرف ایک کتاب العقائد الی عیون العقائد (۱۹۷۵ء) زیور طبع سے آراستہ ہو سکتی ہے۔

علوم قرآنی پر مولانا فرہادی کی دیگر تصانیف میں امعان فی اقسام القرآن (۱۹۰۶ء) الرائی الصبیح فمیں ہوا الذبیح (۱۹۱۹ء) اور فی ملکوت اللہ (۱۹۷۱ء) قابل ذکر ہیں۔ یہ اصلاً مقدمہ تفسیر کے اجزاء ہیں جنہیں ان کی اہمیت کے پیش نظر الگ سے کتابی صورت

میں شائع کیا گیا ہے۔ قرآنیات پر مولانا کی غیر مطبوعہ تصانیف میں اوصاف القرآن اور فقہ القرآن کا بھی نام ملتا ہے۔ مگر ان کا بہت کم حصہ وہ لکھ پائے تھے۔

مولانا فراہی کی بہت سی تصانیف کے ناتمام رہ جانے کی وجہ ان کا مخصوص انداز تحریر ہے۔ مولانا بیک وقت مختلف مباحث و مسائل پر غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ ان سارے مسائل کو الگ الگ عنوان بحث و تحقیق قرار دے لیتے اور ان کے متعلق اپنے نتائج فکر جمع کرتے جاتے اور انھیں یادداشتوں کی شکل میں تحریر کر لیتے اور اسی وقت یہ بھی نوٹ کر دیتے کہ یہ کس کتاب سے متعلق ہے۔ یہ یادداشتیں گویا اس کتاب کی فصلیں ہوتیں۔ اس طرح جب کسی کتاب کی تمام فصلیں ان کے ذہنی خاکہ کے مطابق پوری ہو جاتی تو ان یادداشتوں کو کچھ کم و بیش کر کے مرتب کر دیتے اور کتاب تیار ہو جاتی مولانا کے اس مخصوص طریقہ تصنیف کے سبب سے بیک وقت ان کے زیر قلم یا صحیح تر الفاظ میں ان کے زیر فکر متعدد تصنیفات رہتی تھیں جن میں سے بعض تکمیل کو پہنچ جاتی تھیں، بعض چلتی رہتی تھیں اور بعض آخر تک ایک آدھ فصلوں سے آگے نہ بڑھ سکتیں۔

علوم قرآنی پر عربی زبان میں مولانا اشرف علی تھانوی کی بھی کئی تصانیف ہیں۔ ان میں سے ایک مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ہے۔ اس میں بقول مصنف "سلوک کے مسائل پر آیات قرآنیہ سے نصایا استنباطاً استدلال کیا گیا ہے" دوسرا رسالہ وجوہ المثانی فی توجیہ الکلمات والمعانی ہے۔ اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے مولانا تھانوی نے لکھا ہے :

”ہندوستان میں فن قرأت پر کوئی درسی کتاب نہیں تھی اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا مختصر رسالہ تحریر کروں جس میں قرأت سب سے متواترہ کو ان کے معانی کی توجیہات اور اعراب کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔“

اس کا انداز تالیف یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کا لفظ یا عبارت لکھتے ہیں۔ پھر اختلاف بیان کرتے ہیں۔ ساتھ ہی راوی یا شیخ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد مرئی و نحوی باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں فن قرأت کے کچھ اصول بھی بیان کیے ہیں۔

یہ دونوں رسالے بیان القرآن کے تاج بیلشیرز کے ایڈیشن میں شامل ہیں۔
اول الذکر رسالہ کو بیان القرآن کے حاشیہ پر شائع کیا گیا ہے اور مؤخر الذکر رسالہ کے کچھ کچھ حصے بیان القرآن کی ہر جلد کے آخر میں شامل کیے گئے ہیں۔

مولانا تھانوی کا تیسرا رسالہ سبق الغایات فی نسق الآیات ہے۔ یہ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں سورتوں کے مطالب اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور سورتوں اور آیات کا باہمی ربط واضح کیا گیا ہے۔ شان نزول سے بھی بحث کی گئی ہے ۲۲

علوم قرآنی پر ایک اہم کتاب مولانا انور شاہ کشمیریؒ (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ/۱۸۷۵-۱۹۳۲ء) کی مشکلات القرآن ہے۔ اس میں قرآن کی منتخب آیات کی (جنہیں مصنف نے شکل تصور کیا ہے) توضیح و تشریح کی گئی ہے۔ یہ توضیحات بیشتر عربی میں اور چند جگہوں پر فارسی میں ہیں۔ مصنف نے احادیث و آثار اور کتب سیر و تاریخ سے بھی مدد لی ہے اور اہم تفسیروں سے بھی اقوال نقل کیے ہیں۔ اسے مولانا محمد یوسف بنوریؒ (۱۳۹۴ھ/۱۹۷۷ء) نے مرتب کیا ہے۔ ساتھ ہی اس پر انھوں نے ایک مبسوط مقدمہ قیمتیہ ابیان فی علوم القرآن کے عنوان سے لکھا ہے جس میں تفسیر قرآن کی اہمیت اس کے اصول و مبادی، تفسیر کا نور اور تفسیر بالرائی کا فرق اور بعض دیگر متعلقہ مسائل سے بحث کی ہے، نیز ہندوستان میں لکھی جانے والی تفسیروں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے متعلق اپنی رائے دی ہے ۲۳ یہ کتاب مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہوئی ہے۔

علوم قرآنی پر ایک قابل ذکر کتاب کنز المشابہات ہے۔ اسے حافظ محمد محبوب علی انجینیر نے تصنیف کیا ہے۔ یہ ۱۳۲۲ھ/۱۹۲۲ء میں (دائرة المعارف) سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں ایسی آیات جمع کی گئی ہیں جو ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں۔ ایسی آیات دو طرح کی ہیں۔ ایک تو وہ جن کا توارد الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ہوا ہے اور دوسری وہ آیات ہیں جو بعینہ ایک سے زائد مقام پر آئی ہیں۔ کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ (عربی اور اردو دونوں زبانوں میں) ہے جس میں مصنف نے وجہ تصنیف بیان کی ہے اور آیات مشابہات کو اخذ کرنے میں انھوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؛ اس کی وضاحت کی ہے۔ شروع میں مصنف کو تقریباً آٹھ سو آیات مشابہ ملی تھیں۔ کتاب کے

علمائے ہند کی تفسیری خدمات

مطبع میں جانے کے بعد دوسو ساٹھ مزید آیتوں کا علم ہوا جن کا بعد میں اضافہ کر دیا گیا۔
اس صدی کے اوائل میں ہندوستان میں ایک کتاب المجمع المفہرس کے طرز پر بھی لکھی گئی ہے اور وہ ہے الفاظ القرآن مسیحی نجوم الفرقان جدید تخریج آیات القرآن اس کے مصنف مولانا اہل اللہ فقیر اللہ ہیں۔ یہ کتاب دراصل مصطفیٰ بن سعید مقرب شاہ کی نجوم الفرقان کی مہذب شکل ہے۔ مصطفیٰ بن سعید کی کتاب میں آیات کی نشاندہی حروف ابجد کے حساب سے کی گئی ہے جس کی وجہ سے الفاظ کی تلاش میں دشواری ہوتی ہے مولانا اہل اللہ نے اسے ابجد کے بجائے حروف تہجی کے حساب سے مرتب کیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب زیادہ مفید ہو گئی ہے۔ یہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی ہے۔

اس صدی کی بعض کتابیں ایسی بھی ہیں جن میں قرآن کی کچھ آیات منتخب کر کے ان کی تفسیر کی گئی ہے یا تعلیمات قرآنی کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک کتاب مولانا محمد ریاست علی شاہ جہاں پوری (م ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء) کی جواہر اقتضیل ہے جو ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں شیامپریس شاہ جہاں پور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں مصنف نے بعض منتخب قرآنی آیات کی تفسیر کی ہے اور انھیں مصحف ہی کی ترتیب پر رکھا ہے۔ انھوں نے ۱۲۷ عناوین قائم کیے ہیں اور ہر عنوان کے تحت آیات، احادیث، کتب تفسیر و فقہ و عقائد و تصوف کی روشنی میں متعلقہ مباحث کی تشریح کی ہے۔ چند عناوین یہ ہیں: افضل الایمان، الذی مأذون للشفاعة فی الدنیا۔ فی فضیلة الصدقة، فی التوبہ، فی المعراج و اسرارہ، فی فضیلة ذکر اللہ۔ فی فضیلة الصلوٰۃ، لا ثواب للکفار فی الآخرة وغیرہ۔

رواں صدی میں ہندوستان میں عربی زبان میں لکھی جانے والی تفسیروں میں ایک شیعہ تفسیر کاسراغ ملتا ہے۔ یہ سید محمد ہارون زنگی پوری (م ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء) کی ملخص التفسیر ہے۔ جو شائع نہیں ہو سکی۔ اس کا قلمی نسخہ بخط مصنف مدرستہ الوائیلن لکھنؤ میں موجود ہے۔ مصنف کے پیش نظر پورے قرآن کی تفسیر کرنا تھی مگر انھیں اس کا موقع نہ مل سکا۔ اس نسخے میں بس چند آیات کی تفسیر ہے۔ البتہ کتاب کے تمہیدی مباحث علوم قرآنی کے نقطہ نظر سے اہمیت رکھتے ہیں بہر بحث کو مصنف نے

مقدمہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور آٹھ مقدمے بیان کیے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: اسماء القرآن و اوصافہ، جامعۃ القرآن، اعجاز القرآن، تلاوت القرآن و ادبہ۔ ایک مقدمہ میں یہ بحث کی ہے کہ قرآن میں کسی بھی قسم کی کمی و زیادتی یا تحریف و تبدیلی نہیں ہے۔ وہ نبی ہی کے زمانے میں ”مولف“ ہو چکا تھا اور اس کی تلاوت مسلسل ہو ا کرتی تھی۔ ایک مقدمہ میں یہ بحث کی ہے کہ قرآن کریم کا مکمل علم اہل بیت کو دیا گیا تھا اور ان حضرات نے قرآن کے ساتھ آل محمد کی اقتدار کا حکم دیا ہے۔ یہ مقدمہ شیعی نقطہ نظر سے اہمیت کا حامل ہے۔

ج۔ تحقیق و تدوین، شرح و تحشیہ اور طباعت

بیسویں صدی میں عربی زبان میں قرآنیات پر ہونے والے کام کا جائزہ نامکمل رہے گا اگر اس زمانے میں قدیم کتب تفسیر اور علوم قرآنی پر ہونے والی تحقیق و تدوین، شرح و تحشیہ اور طباعت و اشاعت کے میدان میں ہونے والے کام کا مختصر تعارف نہ کرایا جائے۔

اس صدی میں تحقیق و تدوین کے میدان میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن کی قابل قدر خدمات ہیں۔ اس ادارہ نے مختلف علوم و فنون کے قدیم مصادر و مراجع کو تحقیق و تدوین کے ساتھ شائع کر کے انھیں سہل الحصول بنا دیا ہے۔ قرآنیات کے میدان میں بھی متعدد اہم مصادر کی تحقیق و اشاعت کا سہرا اس کے سر ہے۔ وہ کتابیں درج ذیل ہیں:

۱۔ نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور: یہ علامہ برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعی (م ۸۸۵ھ/۱۴۸۰ء) کی مشہور تصنیف ہے۔ اس میں انھوں نے آیتوں اور سورتوں کے باہمی ربط پر خوب داد تحقیق دی ہے۔ علم مناسبات آیات و سور پر یہ ایک بہت اہم مرجع ہے۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۹۴۹ء-۱۹۸۲ء کے درمیانی وقفہ میں ۲۲ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ نزہۃ الاعین النواظر فی علم الوجہ والنظائر: یہ علامہ عبدالرحمن ابن الجوزی (م ۵۹۴ھ/۱۲۰۱ء) کی تصنیف ہے۔ اس میں مفردات قرآنی کی

علمائے مہد کی تفسیر خدمات

تشریح کی گئی ہے۔ قرآن کا ایک لفظ کتنے معانی میں متعل ہوا ہے؟ اس کی وضاحت کے ساتھ قرآن سے مثالیں دی گئی ہیں۔ اس کی تصحیح و تعلیق کا کام ڈاکٹر مہر النساء نے ڈاکٹر عبدالعید خاں صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے انجام دیا تھا۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۹۷۲ء/۱۳۹۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۳۔ اعجاز البیان فی تاویل ام القرآن: یہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے جو شیخ اکرمی الدین ابن عربی کے شاگرد، پروردہ اور خلیفہ ابوالمعالی محمد بن اسحاق صدر الدین قونوی رومی (م ۷۷۳ھ/۱۲۷۴ء) نے کی ہے۔ یہ ایک اشار تفسیر ہے اور اس پر صوفیانہ رنگ غالب ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن انیسویں صدی کے اواخر (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء) اور دوسرا ایڈیشن ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا۔

۴۔ اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن: یہ کتاب لغت و ادب کے امام ابو عبد اللہ الحسین بن احمد معروف بہ ابن خالو بہ (م ۲۷۰ھ/۹۸۰ء) کی تصنیف ہے۔ اس میں قرآن کی تیس سورتوں کے اعراب سے بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف کی طرف سے مطبوعہ دار الکتب المصریہ سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی تحقیق ڈاکٹر سالم کرنگوی نے کی ہے۔ پھر دائرۃ المعارف کے رفیق شیخ عبدالرحمن بن یحییٰ الیمانی نے اس پر نظر ثانی کی ہے اور آخر میں دار الکتب المصریہ کے رفیق عبدالرحیم محمود نے دار الکتب المصریہ میں محفوظ فریڈ ایک نسخہ سے اس کا موازنہ کیا ہے۔

۵۔ الکہف والرقیم فی شرح لبسم اللہ الرحمن الرحیم از عبد الکریم الجبلی (۷۷۱ء۔ ۸۷۶ھ/۱۳۶۶ء - ۶۲۲۲ء) یہ ایک صوفیانہ تفسیر ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کی جواشاعت مطبوعہ السعادة مصر سے ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ہوئی تھی وہ دائرۃ المعارف کے نسخہ پر مبنی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دائرۃ المعارف سے اس کی اولین اشاعت ۱۹۰۸ء سے قبل ہوئی تھی۔

کسی ادارہ کے زیر سرپرستی ہونے والے ان کاموں کے علاوہ قدیم مصادر کی تصحیح و تحقیق کے بعض انفرادی کام بھی اس دور میں ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر تفسیرات احمدیہ شیخ احمد بن سعید معروف بہ ملا جیون جون پوری (۱۶۳۵ء - ۱۷۱۸ء) کی مشہور تفسیر ہے۔ اس میں انھوں نے قرآن کی صرف ان آیتوں کی تشریح و توضیح کی جن سے کوئی فقہی حکم مستنبط

ہوتا ہے۔ اس کی تصحیح و تنقیح کا کام مولانا عبداللطیف اور مولانا عبدالکریم نے انجام دیا ہے اور ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۰ء میں جبکہ برقی پریس دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

مولانا سعید انصاری نے مشہور معترضی مفسر ابوسعلمہ اصفہانی کی مفقود اور نادر الوجود عقلی تفسیر کے اجزاء جو امام رازی کی تفسیر کبیر میں موجود تھے انھیں نہایت دیدہ ریزی سے مصحف کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۲۱ء میں تفسیر ابوسعلمہ اصفہانی کے نام سے ابلاغ پریس ملکتہ سے شائع ہوئی ہے۔ شیعہ تحقیق کے میدان میں ایک اہم کام مشہور محقق مولانا امتیاز علی خاں عرشی کا ہے۔ انھوں نے رضا لائبریری رام پور میں محفوظ حضرت سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ / ۷۷۷ء) کی تفسیر کے واحد نسخے کی انتہائی دیدہ ریزی کے ساتھ تصحیح، تحشیہ، تعلیق اور ترتیب کی خدمت انجام دی ہے۔ یہ کتاب ہندوستان پرنٹنگ ورکس رام پور سے ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء میں طبع ہوئی ہے۔ اس تفسیر کو دیکھ کر مشہور مستشرق، منٹگری واٹ نے کہا تھا کہ انگریز اس محنت و کاوش کو دیکھ کر دہشت میں رہ جائیں گے۔ ۲۹

اس صدی میں ہمیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء) اور ان کے شاگرد ابن قیم (م ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء) کی تفسیری کاوشوں کے جمع و تحقیق کا بھی رجحان نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں اولیت کا شرف مشہور عالم دین مولانا عبدالصمد شرف الدین (م ۱۹۹۶ء / ۱۴۱۶ھ) کو حاصل ہے۔ انھوں نے قرآن کی چھ مختصر سورتوں (الاحملی، الشمس، اللیل، العلق، البینۃ، الکافرون) کی ابن تیمیہ کی تفسیر کے مخطوطے حاصل کر کے ان کی تصحیح و تعلیق کی اور ۱۹۵۲ء میں اپنے ادارہ الدار القیمۃ تھانہ بمبئی سے مجموعہ تفسیر شیخ الاسلام کے نام سے شائع کیا۔ مولانا اقبال احمد اعظمی نے ابن تیمیہ کی کتابوں سے آیات قرآنی کی تفسیر و تشریح سے متعلق ان کی تحریریں جمع کی ہیں اور انھیں مصحف کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۹۷۱ء میں مطبع علمی مالیکانوں سے شائع ہوا ہے۔ ابن تیمیہ کی تفسیر سورہ الاخلاص، تفسیر آیت کریمہ لا الہ الا انت سبحانک (الانبیاء-۸۷) اور تفسیر سورہ نور کی تصحیح و تخریج کا کام ڈاکٹر عبدالعلی عبدالحمید ازہری نے انجام دیا ہے۔ یہ کتابیں الدار السلفیہ بمبئی سے بالترتیب ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء اور ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی ہیں۔ امام ابن قیم کی مختلف کتابوں سے ان کے تفسیری اقوال جمع کرنے کی اہم خدمت

مولانا محمد اویس نگرانی ندوی (م ۱۹۷۶ء) نے انجام دی ہے۔ یہ کتاب محمد حامد النقی رئیس جماعت انصار السنۃ المحدثۃ مکرمہ کی تحقیق و تالیف کے ساتھ ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء میں مطبوعۃ السنۃ المحدثۃ سے شائع ہوئی ہے۔ جامع نے اپنے مقدمہ میں صراحت کی ہے کہ یہ کام انھوں نے علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ اور مولانا عبد العلی الحسنی (م ۱۹۶۱ء) ناظم ندوۃ العلماء بکھنؤ کے مشورہ سے کیا تھا۔

اس صدی میں اصول تفسیر پر شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) کی مشہور کتاب الفوز البکیر پر متعدد اہل علم نے کام کیا ہے۔ یہ کتاب شاہ صاحب نے اصلاً فارسی زبان میں لکھی تھی۔ اس کا عربی ترجمہ مولانا محمد منیر دشتی ازہری نے کیا تھا۔ (حروف مقطعات کی بحث کا ترجمہ مولانا اعجاز علی امرہوی (م ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء) نے کیا تھا) اس کے بہت سے ایڈیشن دیوبند سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس کا دوسرا ششہ اور سلیس ترجمہ مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء بکھنؤ نے کیا ہے۔ ساتھ ہی ذیلی عناوین کے اضافے سے اس کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا ہے۔ الفوز البکیر کی ایک شرح مولانا سعید احمد یالن پوری استاد دارالعلوم دیوبند نے العون البکیر فی حل الفوز البکیر کے نام سے کی ہے۔ یہ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء میں دیوبند سے شائع ہوئی ہے۔ ایک دوسری شرح مولانا محمد اویس نگرانی ندوی کی ہے جس کا نام الخیر البکیر فی شرح الفوز البکیر ہے۔ یہ غیر مطبوعہ ہے۔ اس پر اہل حدیث عالم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجپانی (۱۹۰۹ - ۱۹۸۷ء) کے ایک حاشیہ کا بھی سراغ ملتا ہے۔ لیکن اس کے شائع ہونے کی اب تک نوبت نہیں آسکی ہے۔

اس صدی کے بعض علماء نے علوم قرآنی پر علامہ جلال الدین سیوطی (۸۴۹ - ۹۱۱ھ / ۱۴۲۵ - ۱۵۰۵ء) کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن سے دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً اس پر مولانا احمد رضا خاں قادریؒ (۱۲۷۲ - ۱۳۴۰ھ / ۱۸۵۶ - ۱۹۲۱ء) نے ایک حاشیہ تحریر کیا ہے۔ انھوں نے تفسیر کی دیگر کتابوں مثلاً تفسیر بیضاوی، تفسیر بغوی، الدر المنثور، تفسیر خازن اور غنایات القاضی پر بھی حاشیے لکھے ہیں۔ الاتقان پر مولانا حمید الدین فراہی کے بھی مفید حواشی ہیں۔ یہ بھی قلمی صورت میں ہیں۔ البتہ ڈاکٹر اجل الیوب اصلاحی نے اپنے ایک مقالے میں شائع کر کے انھیں قابل استفادہ بنادیا ہے۔ ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری استاد

جامعہ سلفیہ بنارس و مدیر صوت الامۃ نے فتح انسان تبسہیل الاتقان کے نام سے آٹھان کی تفسیر کی ہے۔ اس میں علوم القرآن پر ایک دوسری کتاب منہل العرفان سے بعض مفید مباحث کا اضافہ کیا ہے۔ اس پر مولانا عزیز الرحمن سلفی کے قلم سے حواشی ہیں۔ علامہ سیوطی اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر جلالین پر بھی کام ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک قابل ذکر نام محمد سعد اللہ بن غلام حضرت قندھاری کا ہے جن کی شرح کشف المجہولین عن خدی تفسیر الجلالین ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں مطبع محمدی بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔

ایک قدیم تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التبویل نسفی (م ۱۰۷۵/۱۳۰۲ء) پر بھی اس صدی میں ہندوستان میں کام ہوا ہے۔ اس پر ایک ضخیم شرح شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی (م ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) نے الاکلیل علی مدارک التنزیل کے نام سے سات ضخیم جلدوں میں کی ہے۔ یہ شرح بڑے سائز کے تقریباً ڈھائی ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی اشاعت ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں مطبع اکلیل المطابع سے ہوئی تھی۔ یہ تفسیر مدارک پر ایک حاشیہ مولانا عبدالبادی بھوپالی نے لکھا تھا۔ اس کا نام ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک ہے۔ اس میں فاضل محشی نے ان باتوں کی تشریح کی ہے جن کا اصل تفسیر میں صرف حوالہ موجود ہے یا اس میں اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اعجاز قرآن کے موضوع پر بعض قدیم کتابوں کی تحقیق و تصحیح کی خدمت پروفیسر عبدالعلیم (۱۹۰۶-۱۹۷۷ء) سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے انجام دی ہے۔ انھوں نے عقیدہ اعجاز قرآن کی تاریخ کے موضوع پر برلن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ہے۔ اپنے ریسرچ ورک کے دوران انھیں بعض اہم کتابیں مخطوطات کی شکل میں ملیں۔ انھیں بعد میں اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کروایا۔ چنانچہ رمانی (م ۳۸۴ھ/۹۹۴ء) کی کتاب التلک فی اعجاز القرآن ۱۹۳۲ء میں مکتبہ جامعہ دہلی سے اور خطابی (۳۱۹-۳۸۸ھ/۹۳۱-۹۹۸ء) کی البیان فی اعجاز القرآن ۱۹۵۲ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پریس سے شائع ہوئی نیز ایک مقالہ راہی الشریف المرتضیٰ فی اعجاز القرآن کے عنوان سے مسلم یونیورسٹی جنرل جلد ۲ شمارہ ۳۹ میں شائع ہوا۔

سطور بالا میں، بیسویں صدی میں تفسیر و علوم قرآنی کے میدان میں ہندوستان میں جو کام ہوئے اس کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مکمل و نامکمل تفسیر، حواشی قرآن

علمائے ہند کی تفسیری خدمات

اور علوم قرآنی سے متعلق طبع زاد تصانیف کے علاوہ قدیم تفاسیر و کتب کی تحقیق و تدوین، شرح و تحشیہ اور طباعت کے میدان میں ہونے والے کام کا بھی تذکرہ ہے۔ بین ممکن ہے کہ بہت سی کتابیں اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہوں۔ لیکن اس مختصر اور ناقص تعارف سے بھی اس عہد میں ہونے والے کام کی اہمیت اور قدر و قیمت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ عبدالمبین ندوی۔ مقالہ ”مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیری خدمات“ در مجموعہ ”قرآن مجید کی تفسیریں چودہ سو برس میں“ خدائیش اور نیشنل پبلیک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۵ء: ۳۱۱-۳۱۵ (آئندہ اس کا حوالہ ندوی سے دیا جائیگا)

۲۔ اس کا دوسرا ایڈیشن مولانا امرتسری ہی کی حیات میں ۱۹۲۹ء میں آفتاب برقی پریس امرتسر سے شائع ہوا تھا۔ تیسرا ایڈیشن ادارہ احیاء السنۃ لاہور سے شائع ہوا ہے۔ سنہ طباعت غیر موجود۔

۳۔ ثناء اللہ امرتسری۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمن۔ طبع لاہور ص: ۸

۴۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ اکتوبر ۱۹۲۹ء ص: ۳۱۵

۵۔ محمد سالم قدوائی، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں۔ مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی، دہلی طبع اول ۱۹۴۳ء ص: ۳۰۲۔ (آئندہ حوالہ: قدوائی) محمد متقیم سلفی، جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات، ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوة والاقتار، الجامعۃ السلفیہ بنارس طبع دوم ۱۹۹۲ء ص: ۱۹ (آئندہ حوالہ: سلفی) ندوی مکتبہ ۳

۶۔ قدوائی ص: ۱۲۰-۱۲۱۔ سلفی ص: ۳۱

۷۔ نظرفر الاسلام، کتابیات فراہی، ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ ۱۹۹۱ء ص: ۳۵

۸۔ مولانا فراہیؒ کے غیر مطبوعہ سرمایہ میں سورہ آل عمران کی چند آیات کی تفسیر بھی ملتی ہے۔ لیکن ڈاکٹر محمد اجل اصلاحی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ مولانا مرحوم کی ابتدائی تحریروں میں سے ہے۔ دیکھئے مقالہ ”تصانیف فراہی کا غیر مطبوعہ سرمایہ“ در مجموعہ مقالات فراہی سیمینار بعنوان ”علامہ حمید الدین فراہی حیات و افکار“ دائرہ حمید یہ سرائے میر اعظم گڑھ ۱۹۹۲ء ص: ۶۱ (آئندہ حوالہ: اجل اصلاحی)

۹۔ ڈاکٹر نظرفر الاسلام نے کتابیات کی بعض کتابوں کی مدد سے اس فہرست میں تین مطبوعہ اجزاء تفسیر کا اضافہ کیا ہے۔ تفسیر سورہ حشر تفسیر سورہ فلق اور تفسیر سورہ ناس۔ دیکھئے کتابیات فراہی ص: ۳۹۳-۳۹۹

واضح رہے کہ ان اجزاء نے تفسیر کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہے۔

۳۔ دیکھئے تفسیر نظام القرآن امام حمید الدین فراہی، دائرہ حمیدیہ مدرستہ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ طبع

۱۹۹۴ء حواشی صفحات ۷۹، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۱۰، ۲۹۷، ۳۲۵، ۳۵۰، ۳۹۶، ۴۸۸۔

۱۱ سورہ اعلیٰ متعلق افادات فراہمی کا اردو ترجمہ مولانا محمد فاروق خاں کے قلم سے ششماہی مجلہ علوم

القرآن جلد ۱۷، شمارہ ۱ جنوری تا جون ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ہے۔

۲۷ رسائل الامام الفراءى فى علوم القرآن - داره حميدىہ - سرائے مير اعظم گرھه طبع دوم ۱۹۹۱ء

عاشیه از جامع ص: ۱۱۷

سالہ شائع شدہ از دارالکتب لشاور، پاکستان ۱۹۹۲ء

۱۲ اصل اصلاحی ص: ۶۱-۶۲

شاہ سلطان احمد اصلاحی: مقالہ مولانا حمید الدین فراہی کے غیر مطبوعہ قرآنی حواشی بشتمایہ مجلہ علوم القرآن

جلد ۵ شماره ۱ جنوری تا جون ۱۹۹۰ء ص: ۶۷

۱۴۰۰ اشرف علی تھانوی مکمل بیان القرآن - تاج پبلشرز دہلی ۱۹۷۸ء طبع دوم ص: ج-د (آئندہ حوالہ: تھانوی)

۷۱ اجمل اصلاحی، حوالہ سابق ص: ۵۹-۶۰، ابھی کچھ عرصہ قبل حکمت قرآن کا اردو ترجمہ دائرہ حمیدیہ

سے شائع ہو گیا ہے۔ مزید ملاحظہ کیجئے اول الذکر پانچ کتابوں کے موضوعات اور ان کی ضرورت و اہمیت

پرفردات القرآن، مطبوعہ دارۃ حمیدیہ سرانے میر ۱۳۵۸ھ کے شروع میں روابط الکتب الخسۃ کے

زیر عنوان اور محرر ذرا سات لمباؤں نے بارے میں حکمت القرآن کی ابتداء میں روابط الکتب السبقہ کے ذریعہ ایک نیا ذرا کیا ہے۔

۷۷۷

۱۸۔ اجل اصلاحی، حوالہ سابق ص: ۷۰۔

۲۱۔ تفسیر نظام القرآن: مصنف کے مختصر حالات زندگی از مولانا امین احسن اصلاحی ص: ۲۱

منطقه مهاجری، اول ص: الف

۱۸۲-۱۸۰: اول ص:

۲۲۲ قدوائی، ص: ۲۹۰-۲۹۱

۲۳۵ قدوائی، ص: ۲۹۹

۳۴-۳۵ قولی

1970-1971 1971-1972

۲۶۶ قدوائی، ص: ۲۸۴-۲۸۷

۲۶۷ قدوائی، ص: ۲۹۸-۲۹۹

۲۶۸ ڈاکٹر محمد یونس نگرانی ندوی، ہندوستان میں عربی علوم و فنون کے ممتاز علماء، اور ان کی علمی خدمات (۱۸۵۷-۱۹۷۴ء) طبع لکھنؤ ۱۹۷۹ء ص: ۸۰ (آئندہ حوالہ: نگرانی)

۲۶۹ نگرانی، ص: ۸۶-۸۷

۲۷۰ امام ابن القیم: التفسیر القیم، جمعہ الشیخ محمد اویس الندوی تحقیق و تعلیق محمد حامد لفقی، مطبعت السنۃ الممدیہ مکر المکرہ ۱۹۴۹ء، مقدمہ الجامع ص: ۶

۲۷۱ نگرانی، ص: ۸۵-۸۶

۲۷۲ حاشیہ الاتفاق ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کلاچی سے اور حاشیہ تفسیر لغوی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور سے شائع ہو گئے ہیں۔ بقیہ حواشی فلمی صورت میں ہیں۔ دیکھئے محمد حسن کا تحقیقی مقالہ برائے ایم فل مولانا احمد رضا خاں کی عربی زبان و ادب میں خدمات (غیر مطبوعہ) پیش کردہ شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۹۰ء

۲۷۳ شائع شدہ ششماہی مجلہ علوم القرآن، علی گڑھ جلد ۱ شمارہ ۱ جولائی دسمبر ۱۹۸۵ء

۲۷۴ سلفی، ص: ۳۴

۲۷۵ قدوائی، ص: ۲۱۵-۲۱۶

۲۷۶ رئیس فاطمہ، مقالہ ”پروفیسر عبدالعلیم۔ ایک عہد ساز شخصیت“ در کتاب ”علیم صاحب“ از پروفیسر محمد سالم قدوائی، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ طبع اول ۱۹۹۵ء ص: ۱۳۳

اسلامی معاشرت پر مولانا سید جلال الدین عمری کی ایک قیمتی اولاد کا کتاب

مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

صفحات: ۶۰ قیمت: ۸ روپے

اس وقت کتاب کا انگریزی ترجمہ

MUSLIM WOMEN: ROLE AND RESPONSIBILITIES

کے نام سے شائع ہوا ہے۔ انگریزی جاننے والے قارئین کے لیے ایک تحفہ قیمت: ۶۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی، پان والی کوٹھی، دودھ پور علی گڑھ ۲۰۲۰۲